''ایسے دوستوں کا ساتھ..........'' آزاد کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

پاکستان کا کہنا ہے کہ وہ ہمارے دوست ہیں اور بھارت ہمارا دشمن ہے۔ میں مانتا ہوں بھارت ہمارا دشمن ہے، لیکن جب ایسے دوستوں کا ساتھ ہو تو دشمنوں کی کسے ضرورت ہے؟......میر افضل سلیری، سکنہ مظفر آباد

خلاصہ

8 اکتوبر 2005 کو آنے والے زلزلے کے موقع پر پاکستانی حکومت اور فوج کا ردِعمل توقعات کے مطابق نہیں تھا، اور بعدازاں اس کے نتیجے میں ہونے والے مزید جانی نقصان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کشمیر میں قدرتی آفات میں بھی انسانی جانوں کا زیاں زیادہ ہوتا ہے۔

آزاد جموں و کشمیر کے دارالحکومت، مظفر آباد سمیت وہاں کے تمام اہم شہر اور ہزاروں دیہات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی......کم از کم 88 ہزار افراد ہلاک ہو گئے، ایک لاکھ سے زائد زخمی ہوئے اور 20 لاکھ سے زائد بے گھر ہو گئے۔ اقوام متحدہ کے فنڈ برائے اطفال (یونیسف UNICEF) کے اندازے کے مطابق مرنے والوں میں 17 ہزار بچے شامل تھے۔

کشمیر دنیا کے سب سے زیادہ عسکری سرگرمیوں کے حامل علاقوں میں سے ایک ہے اور ملبے تلے دبے لوگ اور ان کے رشتہ دار جو اپنے خالی ہاتھوں سے انھیں نکالنے کی دیوانہ وار کوششیں کر رہے تھے، یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ امداد بہت جلد پہنچ جائے گی۔

یہ امید غلط نہیں تھی کہ ریاست جموں و کشمیر اور آزاد کشمیر کو جدا کرنے والی حد بندی لائن کے دونوں طرف فوجوں کا اجتماع جو بظاہر کشمیری آبادی کے تحفظ کے لیے موجود تھا، قدرتی آفت کے شکار کشمیری لوگوں کی زندگیاں بچانے کے لیے تیزی سے حرکت میں آئے گا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا اور ملبے تلے زندگی کے آثار ختم ہونے لگے تو یہ تکلیف دہ اور ظالمانہ حقیقت واضح ہونے لگی کہ کشمیریوں نے غلط، امید باندھی تھی۔ اس آفت کے بعد بھارتی اور پاکستانی فوجوں نے کشمیریوں کی جانیں بچانے کو اپنی ترجیح نہ بنایا۔ جبکہ پاکستان اور بھارت سفارتی برتری کی کوششوں میں لگے تھے اور انسانی پہلوؤں کو مدنظر رکھنے کے بجائے سیاسی موقع پرستی کی بنیاد پر امداد کی پیشکشوں سے انکار کر رہے تھے......مرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی۔

زلزلے کے پہلے 72 گھنٹوں کے دوران آزاد کشمیر میں تعینات ہزاروں فوجی دستے امداد کی شدت سے منتظر شہری آبادی کی مدد کرنے کے بجائے اپنے فوجی اہلکاروں کو زلزلہ زدہ علاقوں سے نکالنے میں لگے رہے۔ عالمی ذرائع ابلاغ زلزلے کے 24 گھنٹے بعد ہی مظفر آباد پہنچنے شروع ہو گئے اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی وہ آزاد کشمیر کے دیگر قصبات تک پھیل گئے۔ انھوں نے اس منظر کی عکس بندی کی جب مقامی لوگ ملبے تلے دبے زندہ افراد کو نکالنے کی کوشش کر رہے تھے اور ان کے پاس کھڑے پاکستانی فوجی دستوں نے اس لیے مدد کرنے سے انکار کر دیا کہ انھیں اس کے احکامات نہیں ملے تھے۔ اس سے پاکستان کے انتہائی سرد مہری اور بے حسی پر مبنی رویے کا اظہار ہوتا تھا۔ یہ منظر فلمبند کرنے کے بعد صحافیوں نے اپنے کیمرے بند کیے اور خود سے ہی لوگوں کو بچانے کی کوششوں میں شامل ہو گئے۔ ایک موقع پر انھوں نے مدد کے لیے فوجیوں کو شرم بھی دلائی لیکن موت اور تباہی کے برعکس ذرائع ابلاغ ہر جگہ موجود نہیں تھے۔ مرنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

بہت سے کشمیریوں نے ہیومن رائٹس واچ کو بتایا کہ زلزلے سے قبل پاکستانی فوج مقامی آبادی پر گہری نظر رکھتی تھی تا کہ سیاسی اطاعت گزاری اور کنٹرول کو یقینی بنایا جا سکے؛ اس کام کو آبادی کے قریب فوجی تنصیبات کے قیام سے پورا کیا جاتا تھا۔ علاقے میں فوج کی موجودگی جو محافظ کے بجائے استحصال کرنے والوں کا روپ رکھتی تھی، اور پاکستان کے انتہائی غالب سیاسی اثر و رسوخ کے تناظر میں زلزلے کے بعد مقامی حکام کی جانب سے فوری ردِعمل میں ناکامی کوئی حیران کن بات نہیں تھی۔ اس ناکامی نے عوام میں پاکستانی ریاست کے خلاف شدید غم و غصے کو جنم دیا، اور اس نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ آزاد کشمیر میں پاکستانی حکام کے رویے پر غور کرنے کی ضرورت تھی۔ آزاد کشمیر میں انسانی حقوق کی صورت حال پر

مبنی اس رپورٹ میں بنیادی آزادیوں پر عرصہ دراز سے عائد پابندیوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان افراد کا تذکرہ ہے جن کو آزاد یا خودمختار کشمیر کی حمایت کرنے پر سیاسی بنیادوں پر بدسلوکی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

زلزلے کے بعد آزاد کشمیر پہلی دفعہ عالمی توجہ کا مرکز بنا۔ اس سے پہلے ساری توجہ بھارتی جموں و کشمیر پر ہی مرکوز تھی جو 1989 سے بغاوت اور بغاوت کو کچلنے کی ظالمانہ کارروائیوں کا شکار ہے۔

بھارتی سیکورٹی افواج اور علیحدگی پسندوں کی جانب سے جموں و کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالیاں نسبتاً بہتر طور پر منظر عام پر آتی رہی ہیں اور ان کی مذمت کی جاتی رہی ہے۔ لیکن دنیا آزاد کشمیر کے متعلق اس بات سے بہت کم جانتی ہے کہ اس علاقے کو پاکستان کے حمایت یافتہ عسکری گروہ جموں و کشمیر میں حملے کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

امدادی سرگرمیاں انجام دینے والی تنظیمیں اور پیسے دینے والے ادارے زلزلے کے بعد آزاد کشمیر کے متعلق جاننا چاہتے تھے تا کہ وہ اپنا کام مفید طریقے سے انجام دے سکیں لیکن ان کو جلد ہی یہ معلوم ہو گیا کہ اس علاقے کے متعلق مطبوعہ معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ زلزلے سے قبل آزاد کشمیر دنیا کے ان علاقوں میں سرفہرست تھا جن کے بارے میں دنیا کچھ نہیں جانتی تھی۔ جموں و کشمیر کی ریاست شورش کے آغاز سے قبل سیاحوں کی قابل ذکر تعداد کی آمد کی وجہ سے جانی جاتی تھی جبکہ حد بندی لائن کے دوسری طرف کا کشمیر کا علاقہ 1947 میں برطانوی راج کے خاتمے کے بعد بیرونی دنیا کی دلچسپی سے عاری رہا۔ نہ ہی بیرونی ممالک سے لوگ یہاں آئے۔ پاکستان نے اس صورت حال کو علاقے پر مکمل گرفت قائم کرنے کے لیے استعمال کیا۔

جیسے جیسے یہ علاقہ تعمیر نو کے مرحلے سے گزرتا ہے اور زلزلے کے بعد عالمی برادری کے لیے کھل گیا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات کی اہمیت خاص طور پر انسانی حقوق کی صورت حال، حکومتی نظم و نسق، قانون کی عملداری اور ان اداروں کے حوالے سے جو آزاد کشمیر میں حقیقی اختیار کے حامل ہیں، اب ہمیشہ سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

آنے والے برسوں میں، اس علاقے میں عالمی سرگرمیاں بڑھنے کا قوی امکان ہے۔ ان سرگرمیوں کو آزاد کشمیر کے لوگوں کے لیے مفید اور موثر بنانے کے لیے عالمی کرداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس علاقے میں یہاں کی مخصوص تاریخ سے آگاہی حاصل کر کے آئیں۔ وہ ان معاملات سے آگاہ ہوں جو اس خطے کے لوگوں کے لیے اشتعال کا باعث ہیں۔ وہ پاکستانی ریاست کے ساتھ ان کے بالعموم اور پاکستانی فوج کے ساتھ، بالخصوص ناخوشگوار اور اکثر تناؤ کے شکار تعلق کو بھی جانتے ہوں۔

اقوام متحدہ کی 1948 کی قراردادوں کے مطابق، آزاد کشمیر خودمختار ریاست ہے۔ نہ پاکستان کا صوبہ، بلکہ ایک ''مقامی انتظامیہ'' ہے جس کو 1949 کے بھارت کے ساتھ جنگ بندی معاہدے کے تحت ایک مخصوص علاقے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ یہ اب تک اسی غیر یقینی صورت حال کا شکار ہے۔ عملی طور پر پاکستان کی حکومت، پاکستانی فوج اور پاکستان کے خفیہ ادارے (انٹر سروسز انٹیلی جنس ISI) آزاد کشمیر کی سیاسی زندگی کے تمام پہلوؤں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اگرچہ ''آزاد'' کا مطلب ''FREE'' (آزاد) ہے، لیکن کشمیر کے شہری کچھ بھی ہو سکتے ہیں، ماسوائے آزاد کے۔ آزاد کشمیر ایک ایسی سرزمین ہے جہاں جداگانہ سیاسی سوچ، تنظیم کی آزادی، آزادی اظہار اور آزادی اجتماع پر شدید پابندیاں عائد ہیں؛ ممنوعہ کتابیں؛ پاکستانی فوج اور پولیس کے ہاتھوں من مانی گرفتاری اور نظر بندی اور تشدد؛ اور جموں و کشمیر کے مہاجرین کے ساتھ منفی امتیازی سلوک۔ کشمیری قوم پرستوں کو جو کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے نظریے کی حمایت نہیں کرتے، انھیں نشانے پر رکھ لیا گیا ہے۔ کوئی بھی جو سرکاری امور میں حصہ لینا چاہتا ہے اسے پاکستان کے ساتھ وفاداری کے عہد نامے پر دستخط کرنا پڑتے ہیں جبکہ کوئی بھی شخص اگر آزاد یا خودمختار کشمیر کی کھلم کھلا حمایت کرتا ہے یا اس کے لیے کام کرتا ہے تو اسے ظالمانہ کارروائیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ آزادانہ یا غیر مقبول سیاسی نظریات کا اظہار کرنے والے ہر وقت پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں......اور عسکری تنظیموں کی از خود یا فوج اور خفیہ اداروں کے ایما پر کی جانے والی کارروائیوں کے خوف کا شکار رہتے ہیں۔

ہیومن رائٹس واچ پہلے بیان کر چکی ہے کہ پاکستان میں تشدد کا استعمال معمول کی بات ہے، اور فوجی اداروں کی یہ پرتشدد کارروائیاں غیر موزوں سیاستدانوں، سیاسی کارکنوں اور صحافیوں کو ''سزا دینے'' کا مقصد پورا کرنے کے لیے عمل میں لائی جاتی ہیں۔ آزاد کشمیر میں بھی یہی صورت حال ہے۔ اگرچہ تشدد عام نہیں ہے، اس کی اکثر دھمکی دی جاتی ہے، اور جب فوج تشدد پر اترتی ہے تو وہ یہ کارروائی بغیر کسی تمیز کے کرتی ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں جس میں فوجی اور نیم فوجی سیکورٹی اور خفیہ اداروں کے اہلکاروں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہو یا تشدد کی کارروائی یا بدسلوکی پر محض ضابطے کی ہی کوئی کارروائی کی گئی ہو۔ اس رپورٹ میں ISI کے ہاتھوں، اور ISI اور فوج کی ایماء پر آزاد کشمیر

پولیس کی جانب سے پرتشدد کارروائیوں پر مشتمل واقعات شامل ہیں۔

آزادی اظہار پر سخت بندش پاکستانی حکومت کی آزاد کشمیر میں پالیسی کا خاصہ رہا ہے اور اس کا اس رپورٹ میں تذکرہ بھی موجود ہے۔ یہ بندش انتہائی امتیازی ہے۔ پاکستان کی حمایت یافتہ عسکری تنظیمیں جو ریاست جموں وکشمیر کی پاکستان میں شمولیت کی بات کو فروغ دے رہی ہیں، کو بالخصوص 1989 سے جب مسلح جدوجہد کا آغاز ہوا، 2001 تک اپنے خیالات کا کھلم کھلا پرچار کرنے اور شائع شدہ مواد پھیلانے کی مکمل آزادی حاصل رہی تھی؛ اس کے برعکس آزاد حیثیت کے حامل کشمیر کے موقف کو فروغ دینے والے کو اپنے خیالات پھیلانے سے تیزی سے روک دیا گیا لیکن آزادی اظہار اور اجتماع کو کچلنے کی اکثر سرکاری کارروائیاں محض پابندیوں اور سنسر شپ، جن کا ہدف کشمیری قوم پرست صحافی اور انتخابی عمل ہوتے ہیں تک ہی محدود نہیں ہوتیں۔ یہ ظالمانہ کارروائی پرتشدد اور سر عام بھی ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر 11 نومبر 2005 کو پاکستانی پولیس نے مظفر آباد میں زلزلے سے متاثرہ 2سو کے لگ بھگ افراد کے پرامن مظاہرے کو منتشر کرنے کے لیے لاٹھیوں اور رائفلوں کے بٹ کا استعمال کیا۔ یہ مظاہرین عارضی کیمپوں سے انخلاء کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ پولیس کی طرف سے اس مظاہرے کو ختم کرنے کی کوشش کے دوران متعدد مظاہرین جن میں بچے بھی شامل تھے زخمی ہوگئے۔

1994 سے، جب ISI نے جموں وکشمیر میں سرگرم 13 عسکری گروپوں کو متحدہ جہاد کونسل کے نام سے منظم کیا، فوج کی حمایت یافتہ عسکری تنظیمیں فیصلہ سازی کے حقیقی اختیار اور ''کشمیری جدوجہد'' میں ISI کے ذریعے فوج کے ساتھ شریک رہی ہیں۔ حتیٰ کہ اہم سیاسی جماعتیں جن کو پاکستان نے آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں نمائندگی کی اجازت دی ہے وہ بھی شدید دباؤ کا شکار رہتی ہیں۔ چونکہ حکومت کے حمایت یافتہ عسکری گروہ طاقت ور ہوگئے تھے اور دیگر گروپوں پر حاوی تھے، اس لیے قوم پرست کشمیری عسکریت پسندوں نے تحریک کو خیر باد کہہ دیا یا انھیں علیحدہ کر دیا گیا اور پھر حکام یا ان کے آلہ کاروں کے ذریعے ان کے خلاف ظالمانہ کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا۔ پاکستان کی طرف سے 2001 میں امریکہ کی ''دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ'' کی حمایت شروع کرنے کے بعد جلد ہی متحدہ جہاد کونسل نے کھلم کھلا کام کرنا چھوڑ دیا۔ متعدد گروپوں نے محض اپنے نام بدل لیے اور اب آزادانہ طور پر یا زیر زمین خفیہ رابطوں کے ذریعے مصروف عمل ہیں۔ پاکستانی خفیہ اداروں کا ان گروپوں کے ساتھ قریبی تعلق برقرار ہے۔

تقریباً تمام آزاد مبصروں، صحافیوں کے ساتھ ساتھ سرگرم اور سابق عسکریت پسند، پاکستانی فوجی افسران اور پاکستان کے حمایت یافتہ آزاد کشمیر کے سیاستدانوں نے ہیومن رائٹس واچ کو آف دی ریکارڈ بتایا کہ آزاد کشمیر سے ریاست جموں وکشمیر میں عسکریت پسند مسلسل داخل ہو رہے تھے۔ یہ افراد ISI کی طرف سے انتقامی کارروائی کے خوف کی وجہ سے اپنا نام ظاہر کرنے پر تیار نہیں تھے۔ جن لوگوں کے انٹرویو کیے گئے ان میں سے زیادہ تر کی رائے تھی کہ 2004 کے بعد سے اگرچہ دراندازی کی سطح بہت زیادہ گر چکی تھی (ماسوائے زلزلے کے فوراً بعد کے مختصر سے عرصے کے دوران) تاہم ایسے کوئی شواہد موجود نہیں رہے ہیں کہ پاکستانی فوج اور عسکری گروہوں نے دراندازی کو بطور پالیسی ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس طرح یہ بات غیر متوقع نہیں تھی کہ زلزلے کے بعد امدادی سامان اور دیگر اشیاء پہنچانے کے عمل میں سب سے پہلے عسکری گروہ حصہ لیتے ہوئے نظر آئے اور نہ ہی یہ ان کی بہت زیادہ تنظیمی صلاحیت کا اظہار تھا۔ چونکہ پاکستانی فوج کی ترجیح اپنے اہلکاروں کو بچانا تھا، اس لیے غالباً اس نے آزاد کشمیر میں اپنے سب سے قریبی اتحادی، عسکری گروہوں کی مدد حاصل کی۔ یہ گروپ، جن کو زلزلے کے دوران بلاشبہ خود بھی جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا تھا، نے زلزلہ متاثرین کی جان بچانے اور امدادی اشیاء پہنچانے کی جو کوششیں کیں ان کو عوامی سطح پر بہت زیادہ سراہا گیا۔ لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کا یہ معرکہ سر کرنا پاکستانی فوج کے بعض خفیہ حلقوں کی طرف سے نقل وحمل کی سہولت فراہم کیے بغیر ممکن نہیں تھا۔ مثال کے طور پر جس گروپ نے سب سے پہلے کام کا آغاز کیا وہ جماعت الدعوۃ تھا۔ لشکر طیبہ جو نئے نام سے سرگرم ہے۔ جنوری 2002 میں حکومت پاکستان نے لشکر طیبہ کو دہشت گرد گروپ قرار دے کر پابندی لگا دی تھی۔ تاہم زلزلے کے بعد کی صورتحال میں صدر پرویز مشرف نے غیر معمولی طور پر اس کی امدادی سرگرمیوں کو سراہا اور اس کی سرگرمیوں کو محدود کرنے کے تمام مطالبات رد کر دیے تھے۔ بظاہر یوں لگتا تھا جیسے پاکستانی فوج نے زلزلے کو عسکری گروپوں کو ختم کرنے کے موقع کے بجائے ایک ایسے موقع کے طور پر لیا تھا جس کے ذریعے عسکری گروپوں کا ایک نیا تاثر قائم کیا جاسکے۔

اس رپورٹ میں کشمیری مہاجرین اور بھارت سے تعلق رکھنے والے سابق عسکریت پسندوں جن میں سے زیادہ سیکولر قوم پرست ہیں، اور رہن سہن اور زبان کے اعتبار سے آزاد کشمیر کے لوگوں سے مختلف ہیں، سے منفی امتیازی سلوک کے واقعات بھی شامل ہیں۔ اس نوعیت کا آخری اہم واقعہ جس میں سابق عسکریت پسند ملوث تھے 7 اپریل 2005 کو پیش آیا جب پاکستانی سکیورٹی افواج نے انہیں سرینگر (ریاست جموں وکشمیر کا دارالحکومت) تا مظفر آباد پہلی بس سروس کو خوش آمدید کہنے سے روکا، اور گرفتار کر کے جیل بھیجا اور مارا پیٹا۔ اس امتیازی سلوک کی بنیادی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ ان میں متعدد ایسے لوگ شامل تھے جو پاکستان کے زیر کنٹرول متحدہ کشمیر کے خیال سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔

پاکستان میں آنے والی تمام حکومتیں اس بات پر زور دیتی رہی ہیں کہ کشمیر کے سیاسی مستقبل کا تعین لازمی طور پر لوگوں کی خواہشات کے مطابق کیا جائے گا۔لیکن آزاد کشمیر میں زلزلے سے پہلے حقائق کچھ اور تھے۔ وہاں پر زندگی بنیادی آزادیوں پر حکومتی بندشوں سے مغلوب تھی۔ چونکہ عالمی برادری تعمیر نو کے کام میں مدد فراہم کر رہی ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کرے کہ پاکستان آزاد کشمیر کے لوگوں کے انسانی حقوق کو ایک نیا احترام دے۔

مسئلہ کشمیر کا کوئی بھی پائیدار حل اس وقت تک نہیں نکالا جا سکتا جب تک آزاد کشمیر کے لوگ جبر اور خوف سے پاک ماحول میں بنیادی شہری و سیاسی حقوق استعمال نہ کر سکتے ہوں۔

سفارشات

اکتوبر 2005 کے زلزلے نے آزاد کشمیر میں حکومتی نظم و نسق میں پاکستانی فوج کے غالب کردار اور اس خطے میں آزاد سول سوسائٹی کی تقریباً مکمل عدم موجودگی کی طرف توجہ دلائی۔ اگرچہ زلزلے کے بعد کی صورتحال میں پاکستان کی سول سوسائٹی کا فوری اور تیزی سے متحرک ہونا قابل تحسین ہے، جبکہ اس انسانی آفت میں پاکستانی فوج کا ناقص اور غیر موثر ردعمل خطے میں محض پاکستانی فوج کی مختلف ترجیحات کی نشاندہی نہیں کرتا تھا بلکہ اس سے کچھ اور معاملات کا اظہار بھی ہوتا تھا۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ اس کے پاس سول سوسائٹی کا کردار سنبھالنے کی اہلیت نہیں تھی اور اس نے سکیورٹی پالیسی کے نکتہ نظر سے سول سوسائٹی کو وہاں پہنچنے نہیں دیا۔ فوج کے لیے لازم ہے کہ وہ آزاد کشمیر میں اپنا سیاسی کردار بڑے پیمانے پر کم کرے تاکہ حقیقی سویلین حکومتی اداروں کی تشکیل کے لیے راہ ہموار کی جا سکے جو بنیادی حقوق کا احترام کرتے ہیں۔

زلزلے کے بعد کی صورتحال عالمی برادری کو یہ نادر موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ آزاد کشمیر کے لوگوں، حکومتی اہلکاروں، سول سوسائٹی، اور پاکستانی فوج سے رابطے بڑھائے تاکہ اس خطے میں شہری و سیاسی حقوق کی صورتحال کو بہتر بنایا جا سکے۔ آزاد کشمیر میں تعمیر نو کا کام، جس کے لیے عالمی برادری نے ساڑھے چھ ارب امریکی ڈالر دینے کی یقین دہانی کرائی ہے، اسی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے جب اس سارے عمل میں مرکزی حیثیت ایک کھلے، بااختیار اور انسانی حقوق کا احترام کرنے والے معاشرے کی تشکیل کو حاصل ہو۔

ہیومن رائٹس واچ خاص طور پر درج ذیل اہم سفارشات پیش کرتی ہے۔ (تفصیلی سفارشات رپورٹ کے آخر میں دی گئی ہیں):

پاکستانی حکومت سے

☆ تمام نظربند یا زیر حراست افراد کو رہا کرے اور تمام افراد بشمول کشمیری قوم پرستوں کے خلاف سیاسی خیالات کے پرامن اظہار جن میں یہ رائے بھی شامل ہے کہ آزاد کشمیر کو آزاد (خودمختار) ہونا چاہیے، کی وجہ سے درج تمام تعزیری مقدمات فوری طور پر واپس لے۔

☆ آزادی اظہار کے حق کو استعمال کرنے والے افراد بشمول وہ لوگ جو کشمیر کے پاکستان سے الحاق کی پرامن طریقے سے مخالفت کرتے ہیں یا خطے کیلئے زیادہ خودمختاری کا مطالبہ کرتے ہیں، کے خلاف من مانی گرفتاری اور حراست، ہراساں کرنے کی دیگر اشکال اور بدسلوکی کے دیگر واقعات جیسی کارروائیاں ترک کر دے۔

☆ آزاد کشمیر میں آزادی تنظیم، اجتماع اور اظہار پر عائد آئینی پابندیوں کو منسوخ کر دے تاکہ آئین اور آزاد کشمیر کے قانون کو انسانی حقوق کے عالمی معیارات کے مطابق بنایا جا سکے۔

☆ مسلح افواج، اس کے خفیہ اداروں، حکومتی اہلکاروں اور پولیس اہلکاروں کے خلاف جو انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں بشمول من مانی حراستوں اور تشدد میں ملوث ہیں، بین الاقوامی معیارات اور قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرپور قانونی کارروائی کرے۔

☆ ذرائع ابلاغ کی آزادی کا احترام کرے اور آزاد کشمیر میں پہلے سے اور جاری واقعات کی آزادانہ اور مکمل کوریج کی اجازت دے۔ آزاد کشمیر اور پاکستان کے ذرائع ابلاغ پر خبروں کے حصول اور ان کو رپورٹ کرنے پر عائد روایتی اور غیر روایتی پابندیوں کو ختم کرے، اور تمام صحافیوں کو نقل وحمل کی مکمل آزادی دے۔ کتابوں اور مطبوعہ مواد پر پابندی عائد کرنے کی روایت ختم کرے۔

☆ انسانی حقوق کی تنظیموں کی پورے آزاد کشمیر میں نقل وحرکت کی مکمل آزادی کو یقینی بنائے اور فوجی حکام کی طرف سے مداخلت اور دھمکانے سے پاک ماحول میں تحقیقاتی اور

چھان بین کا کام کرنے کی اجازت دے۔

آزاد کشمیر کے عسکری گروپوں سے

☆ ان شہریوں کو ڈرانا دھمکانا چھوڑ دیں جو عسکری گروپوں کی کارروائیوں میں تعاون نہیں کرتے یا ان کی حمایت نہیں کرتے۔

☆ ریاست جموں وکشمیر میں کسی عسکری گروہ کی جانب سے بدسلوکی کے مظاہرے کی کھلم کھلا مذمت کریں اور جنگ بندی لائن کے دونوں طرف ایسے واقعات پر محاسبہ کرنے کا مطالبہ کریں۔

امدادی اداروں اور دیگر عالمی کرداروں سے

☆ امداد، بحالی اور تعمیر نو کی کوششوں میں عام شہریوں کی زیادہ نگرانی کو یقینی بنائیں۔

☆ امداد کے عمل کو اس طرح انجام دینا چاہیے کہ جس میں آزاد کشمیر کی حکومت کے ساتھ ساتھ مقامی، قومی اور بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیمیں، شہری وسماجی گروہ (خاص طور پر وہ جو فیلڈ میں کام کر رہے ہوں)، اور متاثرہ آبادی شامل ہو۔

☆ تعمیر نو کے لیے امدادی رقوم کی تقسیم سیاسی ہمدردیوں کو بالائے طاق رکھ کر یقینی بنائیں۔ خاص طور پر وہ کشمیری قوم پرست جو پاکستان کے ساتھ کشمیر کے الحاق کی حمایت نہیں کرتے یا 1991 کے بعد ریاست جموں وکشمیر سے پاکستان آنے والے مہاجرین کے ساتھ کوئی منفی امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہیے۔

☆ انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کا ارتکاب کرنے والوں بشمول فوج، خفیہ اداروں، پولیس اور عسکری گروپوں کے ارکان کو کھلی چھٹی دینے کی روش کے خاتمے کے لیے ہر دستیاب موقع کو استعمال کریں۔ منصفانہ سماعت اور کارروائی کے بین الاقوامی معیارات کے احترام پر زور دیں اور من مانی گرفتاری، تشدد اور حراست کے دوران بدسلوکی کے واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات اور محاسبے کا مطالبہ کریں۔

1- ہیومن رائٹس واچ تمام حکومتوں کو عالمی انسانی حقوق اور انسانی قانون کے تحت ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتی ہے۔ اس وجہ سے، ہم آزاد کشمیر میں انسانی حقوق کی صورتحال کا بھارت میں ریاست جموں وکشمیر کی صورتحال سے موازنہ نہیں کرنا چاہتے۔ تاریخ، نسلی شناختوں اور حد بندی لائن کے دونوں طرف مرکزی اتھارٹی سے تعلقات میں پائے جانے والے بنیادی فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کے موازنے پر مشتمل جائزہ بے معنی ہوگا۔

ہیومن رائٹس واچ نے حال ہی میں اپنی رپورٹ ''ہر کوئی خوف کے سائے میں رہتا ہے۔ جموں وکشمیر میں قانونی کارروائی سے مبرا رکھنے کے رجحان'' جاری کی۔

ہیومن رائٹس واچ رپورٹ، جلد 18، نمبر (C) 11، ستمبر 2006